سوال

کے اچھے 138 پر اجر

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

1 :.....قرآن حکیم عیسائیوں کے عقیدہ تثلیث عقیدہ ابن اللہ کی وجہ سے ان کو کافر قرار دیتا ہے۔ اوران سے دوستی سے منع کرتا ہے۔ لیکن سورۃ المائدہ آیت نمبر 69 کہ یہودی عیسائی جو بھی اللہ پر ایمان لائے اور نیک عمل کئے تو وہ غمگین نہ ہوں گے ییں سی طرح سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 62

لو 2 ملے گا؟

لے 3 یا نہیں؟

اگر قرآن میں اس وقت کے یہودی عیسائی مراد ہیں تو وہ پہلے ہی سے اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

م السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ف) اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے چار قسم کے لوگوں کا ذکر فرمایا ہے۔

وہ لوگ جو ایمان لائے ان سے مراد شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے ہیں۔

، قسم یہودی ہیں : یہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کی امت ہیں۔

م عیسائی : یہ عیسیٰ علیہ السلام کی امت ہیں۔

★چوتھی قسم بے دین لوگ ہیں : ان سے مراد معبودان باطلہ کے پجاری ہیں۔ خواہ فرشتوں کو پوجیں یا بتوں کو یا آگ وغیرہ کو ان کے متعلق سلف کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ اپنے مذہب کے مطابق نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ بعض ان میں سے زبور بھی پڑھتے ہیں۔

، چاروں کا نام کے کر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان لائے اور انہوں نے اعمال صالحہ کئے صرف ان کے لئے خوشخبری ہے :

فَلَهُم أَجرُهُم عِندَ رَبِّهِم وَلا خَوفٌ عَلَيهِم وَلا هُم يَحزَنونَ ٦٢... سورة البقرة

معتبر تھا مثلاً جب تک عیسیٰ علیہ السلام نہیں آئے اس وقت تک موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر پوری طرح عامل رہے ان کے لئے یہ خوشخبری ہے عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کے بعد پہلی شریعت منسوخ ہوگئی۔ اب عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر جو پوری طرح عامل رہا۔ وہ اس خوشخبری کا حقدار ہے اس کے

ال ایک شبہ ہوتا ہے۔ کہ پہلی شریعتیں جو منسوخ ہو چکی ہیں۔ صرف ان تینوں کا ذکر کافی تھا۔ یہودی عیسائی اور بے دین چوتھا فرقہ جو اس شریعت پر ایمان لایا اس کا ذکر یہاں بے محل ہے کیونکہ اس شریعت پر جو ایمان لا چکے ان کے پھر ایمان لانے کا کوئی مطلب نہیں۔

ب) اس کے دو جواب ہیں :

1۔ ایک یہ کہ ان کے ایمان لانے کا مطلب ایمان پر ہمیشگی اور ثابت قدمی ہے کیونکہ دارومدار خاتمہ پر ہے۔ خاتمہ سے پہلے ایمان لایا ہوا کافی نہیں جب تک خاتمہ ایمان پر نہ ہو۔

2۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ یہاں ایمان لانے والے سے مراد وہ ہے جو مدعی ایمان ہو۔ جیسے منافق یا کمزور ایمان والے۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوا کہ اس امت میں سے جن کا دعویٰ ایمان کا ہے وہ اس خوشخبری کے اس صورت میں مستحق ہوں گے کہ وہ حقیقی معنی میں ایمان لائیں اور عمل نیک کریں۔

یہ :

ں کا ایک وقت میں مراد ہونا یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے۔ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ منع کے قائل ہیں۔ اس آیت سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کو تائید ملتی ہے کیوں کہ ((من آمن)) کے دو معنی ہوں گے۔ پہلے فرقے کے حق میں اس کے معنی ہوں گے۔ جو ایمان پر ثابت قد

ن نزول :

عمر مجوسی مذہب پر گزری کچھ عیسائیت پر پھر اللہ تعالیٰ نے ایمان نصیب کر دیا ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے ساتھیوں کا ذکر کر رہے تھے کہ وہ نمازیں پڑھتے تھے روزے رکھتے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان بھی لاتے تھے۔ اور اس بات کی شہادت دیتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ

ن يَبتَغِ غَيرَ الإِسلـٰمِ دينًا فَلَن يُقبَلَ مِنهُ وَهُوَ فِى الـٔاخِرَةِ مِنَ الخـٰسِرينَ ٨٥... سورة آل عمران

ص اسلام کے سوا کسی اور دین کا متلاشی ہو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔"

الفاظ کی تشریح

ں ایمان کا معاملہ اعمال سے ہے۔ اس لئے ایمان سے مراد اعتقاد ہے لیکن صرف اعتقاد نجات کے لئے کافی نہیں اس لئے ساتھ اعمال کا بھی ذکر کیا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایمان سے مراد عام ہو۔ جس میں اعمال بھی داخل ہوں۔ اور اعمال کا الگ ذکر یہ ان کی اہمیت ظاہر کرنے کے لئے ہو۔ چنانچہ ارشاد ہے :

مَن كانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلـٰئِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبريلَ وَميكىٰلَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلكـٰفِرينَ ٩٨... سورة البقرة

شخص اللہ کا فرشتوں کا اور جبریل اور میکائیل کا دشمن ہو پس بے شک اللہ تعالیٰ دشمن ہے واسطے کافروں کے۔ ''

بت میں فرشتوں کا زکر کرنے کے بعد جبرئیل اور میکائیل کا الگ الگ زکر کیا ہے۔ یہ صرف ان کی بزرگ اور بڑائی کے لئے ہے۔ اسی طرح اعمال کو اتنی اہمیت نہیں دی جاتی۔ اعتقاد ہی کو کافی سمجھ لیا جاتا ہے۔ عمل صالح کی تین شرطیں ہیں۔ ایک اعتقاد کا صحیح ہونا دوسرے شریعت کے موافق ہونا تیسرے

ن خوف اور غم میں فرق یہ ہے کہ حزن اس چیز پر ہوتا ہے جو چھن گئی ہو خوف آئندہ چیز کا ہوتا ہے۔ جیسے تجارت میں کہیں نقصان نہ ہوجائے اور غم عام ہے گزشتہ چیز پر بھی ہوتا ہے جیسے کسی کا کوئی مرجائے اور آئندہ کا بھی جیسے امتحان میں کہیں ناکام نہ ہوجاؤں۔

ایک حزن 'یحزن ' بروزن 'نصر ینصر اس کے مصدر حزن کے معنی ہیں دوسرے کو غمگین کرنا چنانچہ قرآن میں ہے :

یحزُنکَ الَّذینَ یُسرِعونَ فِی الکُفرِ...١٧٦... سورة آل عمران

, غمگین کریں تجھے وہ لوگ جو کفر میں جلدی کرتے ہیں۔ ''

باب حزن یحزن بروزن سمع یسمع یہ لازم ہے۔ اس کے معنی غمگین ہونے کے ہیں۔ اس آیت میں یہی مراد ہے۔ اس ساری بحث سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین تسلیم کئے بغیر کوئی عمل قابل قبول نہیں۔ اور عیسائیوں کے اعمال بھی قابل قبول نہیں۔ جب تک آپ صلی اللہ علیہ و

ب وسنت کے نصوص اس امر پر واضح شواہد ہیں۔ قرآن میں ہے :

وَوَجَدَ اللَّهَ عِندَهُ فَوَفّىٰهُ حِسابَهُ...٣٩... سورة النور

ع مسلم میں ہے ''کافر کے لئے اعمال خیر کی صرف دنیا میں جزا ہے آخرت میں نہیں''

ھذا ما عندي واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ

ج1ص421

محدث فتویٰ